اجتہاد کا مفہوم، ثبوت، اہمیت و شرائطِ اہلیت: قدیم و معاصر فقہاء کی نظر میں تحقیقی مطالعہ

Meaning of Ijtihad, evidence, importance and eligibility criteria: in the eyes of Ancient and contemporary jurists - a research study

Haq Nawaz
PhD Scholar Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Lahore
Email: drmuftihaqnawaz@gmail.com

Dr. Humaira Ahmad
Associate Professor
Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Lahore
Email: humaira.ahmad@umt.edu.pk

Dr. Sajjad Ahmed
Assistant Professor Institute of Islamic Studies
Mirpur University of Science and Technology Mirpur AJK
Email: sajjad.iis@must.edu.pk

Abstract

If there is no ijtihad, the Shari'ah will remain static. Renewal of religion is possible only thanks to Ijtihad in every era. Ijtihad is actually the name of the Mujtahid's full effort and strength. The importance of Ijtihad has been emphasized in Quran and Sunnah. The jurists of different periods have given different definitions of Ijtihad. The importance of ijtihad is in its place, but not everyone has the right to do ijtihad, but the ancient and contemporary jurists have set conditions for it, which must be fulfilled. Despite the best efforts, the rulings obtained from this ijtihad will be dubious. It is also necessary for a mujtahid to know the sciences of logic and simulation. Likewise, it is necessary to know the objectives of the Shariat, to be familiar with the collective rulings and to understand the methods of speculation and to be aware of the principles of jurisprudence.

Key words: Quran , sunnat, Ijtihad, Effort, ancient, contemporary, jurists

ابتدائیہ

یہ اجتہاد ہی ہے جس کی وجہ سے امت میں مختلف تجدیدی رجحانات پیدا ہوتے ہیں اگر اجتہاد نہ ہو تو شریعت اور شرعی احکام جامد ہو جائیں اسی اجتہاد کی وجہ سے امت کے مجتہدین احکام و ادلہ، حالات و زمانہ، منصوص و غیر منصوص مسائل میں غور کرتے ہیں۔ جن کی وجہ سے پیش آمدہ مسائل کا حل بھی نکالا جاتا ہے اور مسائل میں حالات و زمانہ کی

رعایت کرتے ہوئے غیر منصوص احکام میں تجدید بھی ہوتی رہتی ہے اور امت میں مجددین اسی اجتہاد کی بدولت آتے ہیں اور حضور صلی علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان پر عمل درآمد ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ" إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا"[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اس امت کے لئے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

مبحث اول: اجتہاد کا لغوی واصطلاحی مفہوم

لفظ "اجتہاد" کی لغوی تحقیق

اجتہاد، جہد سے نکلا ہے۔ علمائے لغت کا کہنا ہے کہ جہد، جیم کے ضمہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ منقول اور مستعمل ہے۔ اگر ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی وسعت اور طاقت ہے اور اگر فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی مشقت ہے۔ بعض نے فتحہ کی صورت میں مبالغہ اور انتہائی کوشش قرار دیا ہے۔ جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ دونوں صورتوں میں اس کا معنی وسعت اور طاقت ہی ہے البتہ مشقت اور انتہائی کوشش کے لئے صرف فتحہ کے ساتھ استعمال ہو گا۔ ابن الاثیر لکھتے ہی۔

"قد تكرر لفظ الجهدوالجَهد في الحديث كثيرا، وهو بالضم: الواسع والطاقة، وبالفتح: المشقة، وقيل هما لغتان في الواسع والطاقة، فاما في المشقة والغايةفا لفتح لا غير"[2]

ابن الاثیر کی یہی عبارت ابن منظور اور علامہ زبیدی نے بھی نقل کی ہے۔[3] نیز ابن منظور نے ابن عرفہ کے حوالے سے یہی نقل کیا ہے۔

"ابن عرفة: الجهد بضم الجيم، الواسع والطاقة والجهد المبالغة والغاية۔[4]

ج، ھ، د کا مادہ کثیر استعمال ہوا ہے۔ پیش کے ساتھ ہو تو وسعت کے معنی میں اور زبر کے ساتھ مشقت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بعض اہل لغت نے دونوں کو ہم معنی بھی قرار دیا ہے۔ اجتہاد اسی جہد سے باب افتعال ہے۔ اسکا معنی ہے انتہائی کوشش خرچ کرنا۔ والتجاهد بذل الواسع والمجهود، كالاجتهاد، افتعال من الجَهد: الطاقة"[5]

ظاہر ہے کہ انتہائی کوشش کا خرچ کرنا کسی معمولی چیز میں نہیں ہوتا بلکہ کسی بھاری یا اہم چیز میں ہوتا ہے جس میں انتہائی کوشش درکار ہو۔

"ولا يستعمل الا فيما فيه كلفة وجهدفيقال اجتهد في حمل حجر الرحاء ولا يقال أُجتهد في حمل الخردلة"[6]

یعنی اجتہاد کا لفظ اس کام کے لئے بولا جاتا ہے جس میں مشقت اور کلفت ہو۔ عرب چکی کا پاٹ اٹھانے کے لئے "اُجتهد" استعمال کرتے ہیں لیکن ایک دانے کو اٹھانے کے لئے "اجتهد" استعمال نہیں کرتے۔ پھر جس طرح اجتہاد

کا لفظ امور حسیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اسی طرح امور عقلیہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اجتہاد کے لغوی معنی میں مشقت، انتہائی کوشش اور طاقت کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ اجتہاد کرنا بہت اہم کام ہے اور اس میں بہت مشقت، محنت اور مضبوط علمیت درکار ہوتی ہے جو کہ ہر ایک کے بس کی بات ہر گز نہیں ہے۔

قرآن مجید میں لفظ 'جَهد' اور لفظ 'جُهد' کا استعمال

قرآن مجید میں لفظ 'جَهد' اور لفظ 'جُهد' دونوں استعمال ہوئے ہیں۔ کئی مقامات پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ 7

"وہ اللہ کی پکی قسمیں کھاتے ہیں"۔ یہاں جَهد ایمانھم سے مراد بڑے مبالغہ کیساتھ گویا پکی قسمیں کھانا ہے۔

اور مزید فرمایا: وَالَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ اِلَّا جُهۡدَهُمۡ [8]

یعنی وہ مسلمان اپنی انتہائی بساط اور طاقت کے ساتھ جو حاصل کرتے ہیں اس کے علاوہ انکے پاس کچھ نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جَهد اور جُهد دونوں کے معنی میں انتہائی کوشش، طاقت اور سعی کا مفہوم موجود ہے۔

اجتہاد کا اصلاحی مفہوم

اجتہاد کی اصطلاحی مفہوم کو صحیح طرح سمجھنا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے علماء نے جو اجتہاد کی تعریفات کی ہیں ان میں سے چند کو ذکر کر کے اجتہاد کا کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔ علمائے اصولیین کی بیان کردہ تعریفات میں چند ذکر کی جاتی ہیں۔

- امام ابو بکر جصاص (م370ھ / 981ء) نے یہ تعریف کی ہے

"بذل المجهود فيما يقصده المجتهد ويتحراه"[9] مجتہد کا اپنے مقصود کے حصول میں مقدور بھر کوشش کرنا۔

- ابن حزم (456ھ / 981ء) نے اجتہاد کی مختلف تعریفات کی ہیں۔

"بلوغ الغايةواستفاد الجهد في المواضع التي يرجى وجوده فيها في طلب الحق"[10]

- ایک جگہ لکھتے ہیں۔ "استنفاد الجهد في طلب الشيء المرغوب ادراكه حيث يرجى وجوده فيه او حيث يوقن بوجوده فيه"[11]

- اسی طرح ایک تعریف یہ بیان کی ہے "الطاقة في طلب حكم النازلة حيث يوجد ذلك الحكم"[12]

ابن حزم کی تمام تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ مرغوب چیز کی طلب میں حصول حق کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کرنا اور وہ شیءمرغوب در پیش مسئلہ میں حکم شرعی کی تلاش ہے۔

- ابو الولید جی المالکی (م474ھ / 1081ء) کی تعریف یہ ہے۔

"بذل الوسع فی بلوغ الغرض"۔[13] مطلوب تک پہنچنے میں وسعت خرچ کرنا۔

- **الحدود** میں الباجی نے جو تعریف کی ہے اس میں "فی طلب صواب الحکم" کے الفاظ ہیں۔[14]

علامہ شیرازی شافعی (م476ھ/1083ء) لکھتے ہیں۔"بذل الوسع وبذل المجهود فی طلب الحکم الشرعی لمن مواهلة"[15] حکم شرعی کی طلب میں اس شخص کا مقدور بھر کوشش کرنا جو اس کا اہل ہے۔

- امام الحرمین شافعی (م478ھ/1085ء) نے لکھا ہے۔

"تفریغ الوسع فی تحصیل المقصود"[16] مقصد کے حاصل کرنے میں مقدور بھر کوشش کرنا۔

- امام سمعانی شافعی (م489ھ/1096ء) قواطع الادلۃ" میں فرماتے ہیں۔

"بذل الجهد فی استخراج الا حکام من شواهدها الدالة عليها بالنظر المؤدی اليها"[17]

احکام کو ان پر دلالت کرنے والے شواہد سے ان تک پہنچانے والی فکر کے ذریعے مستنبط کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کرنا۔

- امام غزالی (م505ھ/111ء) فرماتے ہیں۔

"بذل المجتهد وسعة فی طلب العلم باحكام الشريعة"[18] علم احکام شرعیہ کے حصول میں اپنی کوشش خرچ کرنا۔

- امام موصوف نے اجتہاد تام کی تعریف علیحدہ ذکر کی ہے۔

"ان يبذل الواسع فی الطلب بحيث يحس من نفسه بالعجز عن مزيد طلب"[19]

احکام شریعت کے حصول میں اتنی کوشش صرف کرنا کہ اس سے زیادہ سے وہ شخص اپنے کو عاجز محسوس کرے۔

- امام رازی (م606ھ/1210ء) اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

استفراغ الواسع فی النظر فيما لا يلحقه فيه لوم مع استفراغ الواسع فيه"[20]

غور و فکر میں اپنی کوشش کو مکمل خرچ کرنا ان امور میں جن میں اس کوشش کرنے والے کو ملامت نا ہو۔

- ابن قدامہ (م620ھ/1224ء) فرماتے ہیں۔

"بذل المجتهد فی العلم باحكام الشرع والاجتهاد التام ان يبذل الواسع فی الطلب الى ان يحس من نفسه بالعجز عن مزيد الطلب"[21] احکام شریعت کے علم میں اپنی کوشش خرچ کرنا۔اور اجتہاد تام یہ ہے کہ اس حد تک کوشش کرنا کی مزید سے وہ عجز محسوس کرے۔

- علامہ آمدی (م631ھ/1234ء) فرماتے ہیں۔

"استفراغ الوسع فی طلب الظن بشیءمن الاحكام لشرعية على وجه يحس من النفس العجز عن المزيد فيه[22] احکام شریعت میں ظن کے حصول کے لئے اتنی کوشش کرنا کہ مزید سے وہ عجز محسوس کرے

- ابن حاجب (م642ھ / 1245ء) فرماتے ہیں۔

"استفراغ الفقیہ الوسع لتحصیل ظن بحکم شرعی"[23] فقیہہ کا حکم شرعی کے ظن کے حصول میں کوشش خرچ کرنا۔

- امام قرافی (م684ھ / 1286ء) فرماتے ہیں۔

"بذل الوسع فی الاحکام الفروعیة الکلیة ممن حصلت له شرائط الاجتهاد"[24]

اجتہاد کی شرائط پر پورا اترنے والے کا فروعی کلی احکام میں انتہائی کوشش خرچ کرنا۔

- امام بیضاوی (م685ھ / 1287ء) فرماتے ہیں۔

"استفراغ الجهد فی درک الاحکام الشرعية"[25] احکام شرعیہ کے حاصل کرنے میں مقدور بھر کوشش کرنا۔

- امام نسفی (م710ھ / 1310ء) فرماتے ہیں۔

"بذل الوسع والطاقة فی طلب الحکم الشرعی بطریقه"[26] حکم شرعی کے حصول میں اس کے مقرر طریقہ پر چل کر کوشش خرچ کرنا۔

- علامہ ارموی (م710ھ / 1310ء) نے امام رازی کی تعریف کو اختیار کیا ہے۔[27]
- علامہ عبدالعزیز بخاری حنفی کی تعریف ابن قدامہ کی تعریف سے معمولی لفظی اختلاف کے علاوہ موافق ہے[28]
- جبکہ علامہ جرجانی کی تعریف ابن حاجب کی تعریف کے مشابہ ہے[29]۔
- ابن مفلح مقدسی حنبلی (763ھ / 1362ء) کی تعریف یہ ہے۔

"استفرغ الفقیه الوسع لدرک حکم شرعی [30] حکم شرعی کے حصول میں فقیہہ کا مقدور بھر کوشش خرچ کرنا۔

- ابن السبکی (م771ھ / 1369ء) فرماتے ہیں۔

"استفراغ الفقیه الوسع لتحصیل ظن بحکم"[31] کسی حکم کے ظن کے حصول میں فقیہہ کا مکمل کوشش کرنا۔

- علامہ زرکشی (م794ھ / 1392ء) فرماتے ہیں۔

"بذل الوسع فی نیل حکم شرعی عملی بطریق الاستنباط"[32] استنباط کے طریقے سے عملی شرعی حکم کے حصول میں مکمل کوشش خرچ کرنا۔

- علامہ ابن ہمام (761ھ / 1360ء) فرماتے ہیں۔

"بذل الطاقة من الفقیه فی تحصیل حکم شرعی ظنی"[33] ظنی حکم شرعی کے حصول میں فقیہہ کا طاقت خرچ کرنا۔

- علامہ ابن نجیم (م969ھ / 1561ء) اور صاحب مسلم الثبوت علامہ ابن عبد الشکور (1119ھ / 1707ء) نے ابن ہمام کی تعریف کو اختیار کیا ہے۔[34]

- علامہ ابن عابدین (م 761ھ) فرماتے ہیں۔

"بذل المجهود من الفقيه فی تحصيل حكم شرعی"[35] حکم شرعی کے حصول میں فقیہہ کا اپنی کوشش کو خرچ کرنا۔

- علامہ شوکانی (م 1255ھ / 1840ء) نے امام رازی کی تعریف انہی کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔[36]
- بعض محدثین کی طرف یہ تعریف منسوب ہے۔

"ملكة يقتدر بها على استنباط الاحكام الشرعية العملية من ادلتها التفصيلية"[37]

اجتہاد ایک ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے مجتہد شریعت کے عملی احکام کو انکے تفصیلی دلائل سے مستنبط کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

اجتہاد کی ان تمام تعریفات سے جو اہم باتیں اخذ کی جاسکتی ہیں وہ درج ذیل ہے

- اجتہاد غیر منصوص مسئلہ کا حل منصوص ادلہ کی روشنی میں غور و فکر اور محنت سے تلاش کرنے کا نام ہے۔
- اجتہاد ہر شخص کا کام نہیں بلکہ اس میں خاص اہلیت درکار ہے جو کہ ہر ایک میں نہیں ہوتی۔
- احکام شرعیہ کو ادلہ سے اخذ کرنے میں اس قدر کوشش کرنا کہ اس سے زیادہ کوشش ممکن ہی نہ ہو امکانی حد تک پوری کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے
- اس قدر کوشش کرنے کے باوجود وہ حاصل شدہ حکم پھر بھی ظنی ہی رہے گا حتمی، یقین اور ناقابل تبدیل وہی احکام ہیں جو براہ راست نصوص سے اخذ کئے گئے ہوں
- اجتہاد بہت اہم معاملہ ہے جس میں انتہائی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی احتیاط کی بھی ضرورت ہے
- پوری کوشش کرنے کے باوجود بھی حاصل ہونے والے نتائج واحکام ضروری نہیں کہ وہ وہ درست ہی ہو پوری کوشش کر کے بھی اجتہاد غلط ہو سکتا ہے

مبحث دوم: اجتہاد کا ثبوت قرآن پاک سے

قرآن پاک میں میں متعدد مقامات پر صراحۃً، اشارۃً یا کنایۃً اجتہاد کا ثبوت موجود ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ. بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ. [38]

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مَردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود معلوم نہ ہو۔ (انہیں بھی) واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ (بھیجا تھا)، اور ہم نے آپ کی طرف ذکرِ عظیم (قرآن) نازل فرمایا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لئے وہ خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں اور

تا کہ وہ غور و فکر کریں۔ اور ایک مقام پر فرمان عالیشان ہے

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا.[39]

اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا خوف کی آتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اپنے میں سے صاحبانِ امر کی طرف لوٹا دیتے تو ضرور ان میں سے وہ لوگ جو (کسی) بات کا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں اس (خبر کی حقیقت) کو جان لیتے، اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً چند ایک کے سوا تم شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے

- لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ[40] "تا کہ دین میں فہم و بصیرت حاصل کرتے۔"
- فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ[41] بصیرت والے عبرت حاصل کریں
- يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا[42]

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحبانِ امر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دیں۔ یعنی اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کریں کیونکہ یہی استنباط احکام کے بنیادی ماخذ ہیں۔ اسی لئے اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ کسی مسئلہ کے بارے میں تنازع پیدا ہو جائے اور قرآن و سنت میں کوئی صریح حکم موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں اہل علم کو چاہئے کہ وہ درپیش مسئلہ کا حل قرآن و سنت کی دی ہوئی اصولی ہدایات کی روشنی میں قیاس و اجتہاد کے ذریعہ تلاش کریں۔

اسی طرح کی دیگر بہت سی آیات ہیں جن میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان تمام آیات میں اہل ایمان کو دلائل و آیات کی روشنی میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے ساتھ یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ جس کو کوئی بات سمجھ نہ آئے وہ اہل علم سے پوچھ لے اور اس کو سمجھ لے۔ کوئی بھی خبر یا بات بغیر تحقیق کے آگے پھیلانا مناسب عمل نہیں ہے بلکہ اس کو اہل علم اور اولو الامر کی طرف لوٹایا جائے۔ جس کا فائدہ یہ ہو گا کہ وہ اس سے

کوئی بہتر نتیجہ اخذ کر سکیں گے یہ وہ تمام دلائل ہیں جن سے اہل علم، اہل اجتہاد اور اولو الامر کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے اور امت کو ترغیب ملتی ہے کہ اجتہاد کی اہمیت کو سمجھیں۔

مبحث سوم: حدیث مبارکہ سے اجتہاد کا ثبوت

عہدِ رسالت ﷺ میں چونکہ شارع علیہ السلام بذات خود موجود تھے اسلئے پیش آمدہ مسئلہ کی خود وضاحت فرمادیا کرتے تھے اسلئے اس دور میں شریعت اسلامیہ کے بنیادی مأخذ یہی دو تھے۔ البتہ عہد رسالت میں ہی بہت سے مسائل میں صحابہ کرام نے اجتہاد وقیاس سے کام لیا پھر دربارِ رسالت سے ان کی توثیق یا تردید ہو جاتی لیکن حضور اکرم ﷺ صحابہ کے اس عمل پر خوشی کا اظہار فرمایا کرتے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے فرمایا۔

> ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اراد ان يبعث معاذاً رضى الله تعالى عنه الى اليمن قال كيف تقضى اذا عرض لك قضاء قال اقضى بكتاب الله قال فان لم تجد فى كتاب الله؟ قال فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فان لم تجد فى سنة رسول الله ولا فى كتاب الله قال اجتهد برأئى ولا آلو فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره فقال الحمد لله الذى وفق رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم لما يرضى رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔ [43]

جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو پوچھا جب کوئی مقدمہ پیش آئے گا تو فیصلہ کس طرح کرو گے فرمایا کتاب اللہ سے حضور ﷺ نے پوچھا اگر وہ مسئلہ قرآن سے تجھے نہ ملے تو پھر فرمایا حضور ﷺ کی سنت سے حل کروں گا آپ نے فرمایا اگر سنت میں بھی تجھے نہ ملے تو پھر فرمایا حضور پھر میں اجتہاد کروں گا اجتہاد میں کوتاہی نہ کروں گا۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے حضرت معاذ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو وہ بات کرنے کی توفیق دی جس سے اللہ کے رسول کو خوشی ہوئی

اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ قیاس ترتیب میں اگرچہ چوتھا مصدر شریعت ہے مگر اس کا وجود اجماع سے قبل ہوا۔

- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدللہ بن مسعود رضی للہ عنہما سے فرمایا

أقْضِ بالكتابِ والسُنَّةِ، إذا وجدتَهما، فَإِذا لم تجد الحكم فيهما، اجتهد رأيكَ.[44]

جب تم قرآن وسنت میں کوئی حکم پاؤ تو اس کے مطابق فیصلہ کرو، لیکن اگر تم ان میں حکم نہ پا سکو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو۔

- آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ[45]

"جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ (عند اللہ) صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ (عند اللہ) غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔"

یعنی جب کوئی حاکم فیصلہ کرتا ہے اور فیصلہ کرنے سے پہلے زیر غور مسئلہ میں خوب غور و فکر (اجتہاد) کر لیتا ہے (ہر پہلو سے اس کا جائزہ لے لیتا ہے) اور صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ دوہرے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اور اگر وہ اجتہاد کرتا ہے اور غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بھی اسے ایک اجر ضرور ملتا ہے۔

درج بالا آیات و احادیث واضح کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسائل و معاملات میں اجتہاد کو پسندیدگی نگاہ سے دیکھا اور آپ ﷺ کے پسند فرمانے ہی اسے بنیاد فراہم کی۔ اجتہاد فقہ اسلامی کا ناگزیر حصہ ہے اور آئمہ و فقہاء نے نئے پیش آنے والے مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعے پورا کیا۔ چونکہ یہ معاملہ بہت نازک بھی تھا جس میں درستگی کے ساتھ ساتھ غلطی کا امکان بھی موجود تھا اس لئے شریعت میں بڑی آسانی کی گئی اجتہاد کرنے والا مجتہد درست اجتہاد کرے وہ تو عمدہ ہے ہی، اگر غلطی بھی ہو جائے تو بھی یہ کوئی قبیح فعل نہیں ہے۔ بلکہ اس کو بھی پسندیدہ عمل کہا گیا ہے۔ درست اجتہاد کرنے والے دو اجر اور غلط کرنے والے کو بھی ایک اجر ملے گا بہر حال کوئی بھی اجر سے محروم نہیں رہے گا یہ بیان کر کے کے اجتہاد کی ترغیب دینا بھی مقصود تھا اور اس کی اہمیت کو بیان کرنا بھی مقصود تھا ورنہ اجتہاد کی طرف صرف ہمت اور جرءت امت کے افراد نہ کر پاتے۔

مبحث چہارم: بعض قدیم و معاصر فقہاء کی نظر میں اجتہاد کی اہلیت و شرائط

قدیم اور معاصر فقہاء کی نظر میں اجتہاد کی اہمیت اجتہاد کی شرائط کیا ہیں؟ مجتہد کون بن سکتا ہے؟ اجتہاد کی اہلیت و صلاحیت کس میں ہوتی ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جو "فقہ و اصول فقہ" کے طالب علم کے دماغ میں گردش کرتے ہیں۔ اس حوالہ سے متقدمین و متاخرین فقہاء کرام میں سے چند کی آراء پیش کی جاتی ہیں۔

متقدمین میں ابو بکر حصاص (370ھ) نے مجتہد کے لئے علوم عقلیہ و نقلیہ سے واقفیت و مہارت کو لازمی قرار دیا ہے ان کے نزدیک مجتہد کے لئے شریعت کے بنیادی مصادر (قرآن و سنت) کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ اور اخبار تابعین و تبع تابعین سے واقفیت بھی لازمی ہے اسی طرح کم از کم اپنے سے پہلے علماء کی اس مسئلہ کے بارے میں آراء کا علم بھی رکھتا ہو۔ امام جصاص کہتے ہیں۔

ویکون مع ذلک عالما باحکام العقول ودلالاتھا وما یجوز فیھا مما لایجوز وھی طریقة متوارثة عن الصحابه والتابعین -[46]

علوم شرعیہ کے ساتھ مجتہد کو احکام عقلیہ سے واقفیت ہو کہ وہ عقلی دلائل کو جانتا ہو اس کو معلوم ہو کہ عقلا کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ یہ طریقہ استدال صحابہ کرام اور تابعین سے چلا آرہا ہے۔

ماوردی(450ھ) کے نزدیک الفطنة والذكاء يصل به الى معرفة المسكوت عنه عن امارات المنطوق به فان قلت فيه الفطنة والذكاءلم يصح منه الاجتهاد . [47] "اجتہاد کی شرائط میں سے ہے کہ مجتہد ذہین فطین ہو تاکہ کلام میں موجود ارشادات اور آثار کے ذریعے اس بات تک پہنچ جائے جن کا بظاہر کلام میں ذکر نا ہو۔

امام غزالی کے نزدیک شریعت کے ماخذ چار ہیں۔ 1۔ کتاب اللہ 2۔ سنت رسول ﷺ 3۔ اجماع 4۔ عقل۔[48]

انہوں نے قیاس کے بجائے عقل کو ماخذ قرار دیا گویا ان کے نزدیک مجتہد کا صاحب عقل و بصیرت ہونا لازمی ہے کہ علوم عقلیہ پر گہری نظر ہو۔

امام رازی نے امام غزالی کی بات کو آگے بڑھایا کہ ان چار علوم کے ساتھ ساتھ عربی زبان، لغت، صرف و نحو وغیرہ کا علم اسی طرح ناسخ و منسوخ کا علم، جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کا علم لازم ہے۔[49]

آمدی (631ھ) نے مجتہد کے لئے دو شرطیں ضروری قرار دیں

1۔ توحید کو اچھی طرح سمجھتا ہو اور پختہ یقین ہو اور نبی اکرم ﷺ پر جو نازل ہوا اس کی دل سے تصدیق کرتا ہو

2۔ وہ احکام شریعہ کے ماخذ اور اثبات احکام سے واقفیت ہو علم دلالت پر گہری نظر ہو۔ اختلاف کے مراتب سمجھتا ہو تعارض ادلہ پر اس کی نظر ہو

آمدیؒ نے لکھا ہے۔

'ان يكون عالما عار فاعدارک الاحکام الشرعیه و اقسامها وطرق اثباتها ووجوه دلالاتها علی مدلولاتها واختلاف مراتبها والشروط المعتبرة فيها على ما بناه وان يعرف ترجيحها عند تعارضها وكبضية استشهاد الاحكام منها قادراً على تحريرها وتقريرها والانفصال عن الاعتراضات الوارة عليها'. [50]

امام شاطبیؒ نے مجتہد کی دو شرائط بیان کی ہیں۔

1۔ مقاصد شریعت کا ادراک 2۔ مقاصد کے فہم کی بنیاد پر استدلال کی صلاحیت و قدرت

امام شاطبیؒ نے لکھا ہے۔

> 'انما تحصل درجة الاجتهاد لمن اتصف بوصفين احد هما مقاصد الشريعة على كمالها والثانى التمكن من الاستنباط بناء علىٰ افهمه فيها'.[51]

معاصر فقہاء میں وہبہ زحیلی اہم شخصیت ہیں۔

مجتہد کی شرائط پر انہوں نے لمبی بحث کی ہے۔

زحیلی نے آٹھ شرائط بیان کی ہیں۔

1۔ مجتہد قرآن کریم میں مذکورہ آیات احکام کو مکمل طور پر سمجھتا ہو۔

2۔ احادیث پر گہری نظر رکھتا ہو۔

3۔ مجتہد کو معلوم ہو کہ آیت متدلہ یا حدیث متدلہ کا حکم موجود ہے یا منسوخ۔

4۔ اجماعی مسائل سے واقف ہو۔

5۔ مجتہد قیاس کے منہج، طریقوں اور شرائط سے واقف ہو۔

عربی زبان اور اس سے متعلقہ علوم سے واقف ہو۔

7۔ علم اصول فقہ سے آگہی ہو۔

8۔ مقاصد شریعت کا ادراک ہو۔ [52]

یوسف القرضاوی نے مجتہد کی اہلیت کو بیان کرتے ہوئے یہ عنوان قائم کیا ہے

"معرفة الناس والحياة" [53] یعنی زمانے کے لوگوں سے واقف ہو۔

یہ چند قدیم اور معاصر فقہاء کی مجتہد کی اہلیت کے حوالہ سے آراء تھیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر بندہ اجتہاد کا اہل نہیں لہذا ہر ایک کو طبع آرائی کی اجازت نہیں دی جاسکتی ورنہ ہدایت کے بجائے گمراہی کے امکانات بڑھ جائیں گے۔

مبحث پنجم: اجتہاد کی اہمیت

حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلہ نبوت و رسالت کا آغاز ہوا اور حضور ﷺ پر اس سلسلہ کی تکمیل ہوئی حضور ﷺ آخری رسول اور ہدایت کا واحد اور آخری معیار ہیں۔ لہذا اب قیامت تک کوئی اور نبی و رسول مبعوث نہ ہو گا۔ جبکہ گزشتہ تمام انبیاء مخصوص قوم، علاقہ اور مخصوص وقت کے لئے مبعوث کئے گئے۔ چونکہ آپ ﷺ قیامت تک کے لئے ہر دور اور ہر قوم کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں لہذا آپ ﷺ کی شریعت کا ایسے جامع ہونا ضروری ہے کہ جو دنیا کی ہر قوم ہر خطہ اور ہر دور کے لئے کافی ہو اور اسکی رہنمائی سے قیامت تک آنے والی نسلوں کو کامیابیاں حاصل ہوئی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو جامع دین بنایا اور سورۃ المائدہ میں اعلان فرمایا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا [54]

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔

دین اسلام زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب دین اسلام میں مکمل رہنمائی موجود ہے تو پھر اجتہاد کی کیا ضرورت ہے تو یاد رکھیں۔ دنیا میں حالات بدلتے رہتے ہیں۔ ہر قوم اور زمانے کے لوگوں کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔ نئی نئی ضرورتیں اور نئے نئے تقاضے درپیش ہوتے رہتے ہیں۔ ہر ہر واقعہ اور پیش آمدہ صورت کے مطابق قانونی دفعات نہ تو ممکن ہیں نہ مصلحت کے مطابق اسی لئے امت کو کتاب اور سنت رسول ﷺ کی صورت میں ایسے جامع اصول وضوابط مل گئے جن کے ذریعے ہر جدید سے جدید تر ضرورت اور ہر قوم کی ضرورت وحاجت کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

تکمیل دین کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ قرآن ہمیشہ وہی رہے گا سنت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور قرآن وسنت میں وہ تمام اصول موجود ہیں جن سے ہر شعبہ کے مطابق احکام مرتب کئے جاسکتے ہیں اسی کا نام اجتہاد ہے۔ اجتہاد نئے پیش آنے والے مسائل کا حل قرآن وسنت کے اصولوں سے نکالنے کا نام ہے ایسا نہیں کہ بغیر کسی بنیاد کے کوئی حل تجویز کر لیا جائے جن کی اصل قرآن سنت سے نہ ملتی ہو اور ناہی مقرر شدہ اصولوں اور مرتب شدہ احکام کی تبدیلی کا نام اجتہاد ہے۔ دنیا میں کتنے ہی انقلاب آئیں کتنا ہی تغیر و تبدل ہو کتنی ہی ایجادات ہوئی ہوں ان سب پر قرآن وسنت کے اصول غالب رہیں گے تمام مسائل کا حل قران سنت کی روشنی میں ہی نکالا جائے گا اس بحث سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اجتہاد مثبت حکم نہیں مظہر حکم ہے۔ اجتہاد کی اہمیت اس وجہ سے بھی بلند ہے کہ اس سے قرآن وسنت کی دلالت اشارہ اور کنایہ سمجھنے مین مدد ملتی ہے اس کے ذریعے علت نکال کر مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسلام دین فطرت بھی ہے اور معقول المعنی بھی ۔ دین اسلام ایسی بنیادوں پر استوار ہے کہ جن پر ہر دور اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق نئی نئی عمارتیں قائم کی جاسکتی ہیں۔ اجتہاد کی اہمیت تو ہر دور میں رہی ہے مگر عصر حاضر میں اہمیت مزید بڑھ گئی کیونکہ دنیا میں انقلاب برپا ہو چکا ہے نت نئے ایجادات ومسائل پیدا ہو رہے ہیں، زمانے نے ایک نئی کروٹ لی ہے، اس لئے علماء محققین کو اس میدان کو خالی بالکل نہ چھوڑنا چاہیے بلکہ اپنی صلاحیتیں اس امر عظیم کے لئے وقف کرنی چاہیں۔ عہد حاضر میں جب پل نت نئے مسائل سامنے آرہے ہیں جن کو اجتہاد کے ذریعے ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ چند ایسے مسائل ہیں کہ جن کو اجتہاد کے ذریعے حل کیا گیا مگر مزید تحقیق کی ابھی بھی ضرورت ہے اور چند ایسے مسائل ہیں جن کا حل کیا جانا ابھی باقی ہے ان مسائل میں چند ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ اجتہاد کی اہمیت خوب واضح ہو سکے۔ چند قابل ذکر اجتہاد طلب امور یہ ہیں

1۔ شیئرز کی شرعی حیثیت 2۔ کاغذ نوٹ 3۔ انشورنس 4۔ کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈز 5۔ اعضاء کی پیوند کاری 6۔ پوسٹ مارٹم 7۔ بلڈ بینک 8۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی 9۔ ضرورت اور حاجت کا تعین 10۔ جمہوریت اور عصر حاضر 11۔ ووٹ کی

شرعی حیثیت 12۔ خواتین کا محرم کے بغیر سفر کرنا13۔ غیر مسلم کی گواہی 14۔ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں کے مسائل 15۔ غیر سودی بینکاری 16۔ لیزنگ اور اجارہ 17۔ڈی این اے کی شرعی حیثیت 18۔ ہنگامی صورت حال میں حکومت کا دائرہ کار19۔ مسلم و غیر مسلم کے تعلقات 20 عصر حاضر میں دار کا تصور۔ مثلاً دارالاسلام ،دارالکفر، دارالحرب وغیرہ 21انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن کا حل اجتہاد کے بغیر ناممکن ہے۔ اجتہاد کوئی نئی اصطلاح نہیں ہے بلکہ ہر دور میں اس کی اہمیت رہی ہے۔ عصر حاضر میں اجتہاد ارتقائی سفر طے کرتا ہوا پہنچا ہے۔ ہر دور کے مجتہدین نے اجتہاد کو اپنے دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس پر اپنی مساعی خرچ کی ہیں جس کی وجہ سے اس میں مختلف تغیرات بھی آتے رہے، دائرہ کار میں فرق بھی آتا رہا۔ اب اجتہاد کے انھیں ارتقائی مراحل کی مختصر تاریخ ذکر کی جاتی ہے

مصادر مراجع

[1]- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود**، کتاب الملاحم (دارالرسالۃ العالمیہ، 2009ء)، رقم: 4291۔

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Malham (Dar al-Rasalat al-Alamiya, 2009), number: 4291.

[2]- ابن الاثیر مبارک بن محمد، **النهاية في غريب الحديث والاثر** (ایران، مؤسسۃ اسمعیلیان، 1392ھ)، 1:320۔

ibn al-Atheer Mubarak bin Muhammad, Al-Nahiya fi Ghareeb hadeeth and effect (Iran, Ismailian Institute, 1392 AH), 320:1.

[3]- ابن منظور افریقی محمد بن مکرم، **لسان العرب** (بیروت: دارالتراث العربی، 1996ء)، 2:395؛ سید محمد مرتضی زبیدی، **تاج العروس** (بیروت: دارالفکر، 1994ء)، 4:407-

Ibn Manzoor Al-Afrika Muhammad Ibn Makram, The Language of the Arabs (Beirut: Dar al-Trath al-Arabi, 1996), 2:395; Seyyed Muhammad Morteza Zubeidi, Taj al-Arus (Beirut: Dar al-Fikr, 1994)4-407

[4]- **لسان العرب**، 2:396 –

Lisaan al-Arab, 396:2-

[5]- **تاج العروس**، 4/408۔

Ta j al-Aros, 4/408.

[6]- ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی من علم الاصول** (کراچی: ادارۃ القرآن، 1407ھ)، 2:110۔

Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali, Al-Mustafi min ʼilm al-usul (Karachi: Adarat al-Qurʼan, 1407 AH), 110:2.

[7]- النحل 16:38؛ النور 24:53؛ فاطر 35:42؛ المائدہ 5:53؛ الانعام 6:110۔

Al-Nahl 38:16: Al-Nur 53:24; Al-Fatir 42:35; Al-Ma'idah 5; 53; Al-An'am 6; 110.

[8]-التوبہ 9؛79۔

At-Tawbah 9;79.

[9]-ابو بکر احمد بن علی جصاص الرازی، **الفصول فی الاصول**(کویت: وزارۃ الاوقات، 1414ھ)، 11:4-

Abu Bakr Ahmad bin Ali Jisas al-Razi, Al-Fusul fi al-Asul (Kuwait: Ministry of Times, 1414 AH), 11:4-

[10]-ابن حزم علی بن حزم، **الفصول فی الاصول**(قاہرہ: دارالحدیث 1404ھ)، 45:1-

Ibn Hazm Ali Ibn Hazm, Al-Fusul fi al-Asul (Cairo: Dar al-Hadith 1404 AH), 45:1-

[11]-ابن حزم علی بن حزم، **الاحکام فی الاصول الاحکام**(قاہرہ: دارالحدیث 1404ھ)، 8/587-

Ibn Hazm Ali Ibn Hazm, Al-Ahkam Fi Asul Al-Ahkam (Cairo: Dar al-Hadith 1404 AH), 8/587-

[12]-ابن حزم علی بن حزم، **الاحکام فی الاصول الاحکام**(قاہرہ: دارالحدیث 1404ھ)، 8/587-

Ibn Hazm Ali Ibn Hazm, Al-Ahkam Fi Asul Al-Ahkam (Cairo: Dar al-Hadith 1404 AH), 8/587-

[13]-**احکام الفصول فی احکام الاصول**(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1989ء)، 52:1-

AHakam al-Fusul fi AHakam al-Usul (Beirut: Musisat al-Rasalat, 1989), 52:1-

[14]-ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی، **الحدود**(بیروت: مؤسسۃ الزنجی، 1973ء)64-

Abu al-Waleed Sulaiman bin Khalaf al-Baji, Al-Hudud (Beirut: Moussa al-Zanji, 1973) 64-

[15]- أبو إسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الفيروزابادي الشيرازي، **اللمع فی اصول الفقہ** (لبنان-بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1424ھ)، 258۔

Abu Ishaq Ibrahim bin Ali bin Yusuf al-Firozazabadhi al-Shirazi, Al-Luma fi Usul al-Fiqh (Lebanon - Beirut, Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1424 AH), 258.

[16]-امام الحرمین عبد الملک بن عبد اللہ جوني، **الکافیہ فی الجدل**(مصر: مطبع عیسی البانی الحلبی، 1979ء)، 58۔

Imam al-Haramain Abd al-Mulk bin Abdullah Junii, Al-Kafiyyah fi al-Jadall (Egypt: Mataba Isa al-Bani al-Halami, 1979), 58.

[17]-، ابو المظفر منصور بن محمد سمعانی، **قواطع الادلۃ**(بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1997ء)، 302:2۔

Abu al-Muzaffar Mansoor bin Muhammad Samaani, Qawat al-Adla (Bayrut, Dar al-Kitab al-Ilamiya, 1997), 302:2.

[18]-ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی من علم الاصول**(کراچی: ادارۃ القرآن، 1407ھ)، 101:2۔

Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali, Al-Mustafi min 'ilm al-usul (Karachi: Adarat al-Qur'an, 1407 AH), 101:2

[19]- ایضا2:101۔

Ibid,101:2

[20]- فخر الدین محمد بن عمر رازی، **المحصول نفائس الاصول** (ریاض: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1997ء)، 9:3972۔

Fakhr al-Din Muhammad bin Umar Razi, Al-Mashul Nafais al-Asul (Riyadh: Muktaba Nazar-Mustafa Al-Baz, 1997), 3972:9.

[21]- ابن قدامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد، **روضۃ الناظر وجنۃ المناظر** (مصر: مکتبۃ الکلیات الازہریہ، 1991ء)، 2:303۔

Ibn Qudama Muwafq al-Din Abd Allah bin Ahmad, Rawzat al-Nazir and Jannah Al-Madaab (Egypt: Maktab al-Kaliyat al-Azhariya, 1991), 303:2.

[22]- سیف الدین، علی بن محمد آمدی، **الاحکام فی اصول الاحکام** (مصر: مؤسسۃ الحلبی، 1967ء)، 141۔

Saif al-Din, Ali bin Muhammad Amadi, Al-Ahkam Fi Usool Al-Ahkam (Egypt: Al-Halami Institute, 1967), 141.

[23]- ابن حاجب عثمان بن عمر، **منتھی الواصول والامل** (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1985ء)، 69۔

Ibn Hajib Uthman bin Umar, Munthi al-Wasul Wala Mil (Beirut, Dar al-Kitab al-Ilamiya, 1985), 69.

[24]- احمد بن ادریس قرافی، **نفائس الاصول شرح المحصول** (ریاض: مکتبہ مصطفیٰ نزار الباز، 1997ء)، 9:3975۔

Ahmad bin Idris Qarafi, Nafais al-Asul Sharh al-Mashul (Riyadh: Mustafa Nizar al-Baz School, 1997), 3975:9.

[25]- عبد اللہ بن عمر بیضاوی، **منھاج الوصول نہایۃ السوؤل** (بیروت: دار ابن حزم، 1420ھ)، 1025۔

Abdullah Bin Umar Beydawi, Minhaj al-Araqi Nahayat al-Sawul (Beirut: Darab Ibn Hazm, 1420 AH), 1025.

[26]- ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی، **کشف الاسرار شرح المنار** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1986ء)، 2:302۔

Abul Barakat Abdullah bin Ahmad Nasafi, Kashf al-Asr Sharh al-Manar (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1986), 302:2.

[27]- محمد بن عبد الرحیم ارموی، **نہایۃ الوصول** (ریاض: مکتبۃ مصطفیٰ نزار الباز، 1999ء)، 9:3785۔

Muhammad bin Abd al-Rahim Aramwi, Nahayat al-Arashi (Riyadh: Mustafa Nazar al-Baz School, 1999), 3785:9.

[28]- علاء الدین عبد العزیز بن احمد بخاری، **کشف الاسرار شرح المنار** (مکۃ المکرمہ: مکتبۃ عباس احمد الباز، 1418ھ)، 4:20۔

Alauddin Abd al-Aziz bin Ahmad Bukhari, Kashf al-Asrar Sharh al-Manar (Makkah al-Mukarmah: Makbata Abbas Ahmad al-Baz, 1418 AH), 20:4.

[29]- سید علی بن محمد شریف جرجانی، **التعریفات** (بیروت: دار المنار، س۔ن)، 13۔

Seyyed Ali bin Muhammad Sharif Jarjani, Al-Tarifat (Beirut: Dar al-Manar, S.N), 13.

[30]-ابن مفلح شمس الدین محمد بن مفلح، **اصول الفقہ** (ریاض: مکتبۃ العبیکان، 1999ء)، 1469:4
Ibn Muflah Shams al-Din Muhammad bin Muflah, Usul al-Fiqh (Riyadh: Maktabat al-Ubaikan, 1999), 1469:4

[31]-ابن السبکی عبد الوہاب بن علی، **جمع الجوامع مع المحلی وحاشیۃ البنانی** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء)، 585:2۔
Ibn al-Sabki Abd al-Wahhab bin Ali, Jum al-Jawama' with al-Mahli wa Hathiyah al-Banani (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiyyah, 1998), 585:2.

[32]- محمد بن بہادر زرکشی، **البحر المحیط** (قاہرہ: الکتبی، 1424ھ)، 227:8۔
Muhammad bin Bahadur Zarkashi, Al-Bahr Al-Muhayt (Cairo: Al-Katbi, 1424 AH), 227:8.

[33]-ابن ہمام محمد بن عبد الواحد، **التحریر مع التقریر التحبیر** (بیروت: دار الفکر، 1417ھ)، 388:3۔
Ibn Hammam Muhammad bin Abd al-Wahid, al-Tahrir al-Taqreer al-Tahbeer (Beirut: Dar al-Fikr, 1417 AH), 388:3.

[34]-ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم، **فتح الغفار بشرح المنار** (مصر: مطبع مصطفی البابی الحلبی 1936ء) 83:3؛ محب اللہ بن عبد الشکور البھاری، **مسلم الثبوت مع فواتح الحموت والمستصفی** (ایران: منشورات الشریف رضی، 1392ھ)، 362:2۔
Ibn Najaim Zayn al-Din Ibn Ibrahim, Fatah al-Ghafar bi Sharh al-Manar (Egypt: Mustafa Al-Babi al-Halabi 1936) 83:3; Muhibullah bin Abdul Shakur al-Bhari, Muslim al-Thawbat with Fuatah al-Hamout and Mustafi (Iran: Manshurat al-Sharif Radi, 1392 AH), 362:2.

[35]-ابن عابدین محمد امین بن عمر، **رد المختار علی الدر المختار** (بیروت: دار الفکر، 1386ھ)، 365:5۔
Ibn Abidin Muhammad Amin bin Umar, Rid al-Mukhtar Ali al-Dar al-Mukhtar (Beirut: Dar al-Fikr, 1386 AH), 365:5.

[36]- محمد بن علی شوکانی، **ارشاد الفحول** (ریاض: مکتبہ مصطفی نزار الباز، 1417ھ)، 832:3۔
Muhammad bin Ali Shukani, Arshad al-Fawhol (Riyadh: Mustafa Nizar al-Baz School, 1417 AH), 832:3.

[37]-اجتھاد کی یہ تعریف معاصر مصنفین کی کتب میں مذکور ہے۔ ان میں بعض کا ذکر ڈاکٹر جابر فیاض علوانی، **الاجتھاد والتقلید فی الاسلام** (قاہرہ: دار الانصار، 1979ء)، 16؛ ڈاکٹر نادیہ شریف العمری، **الاجتہاد فی الاسلام** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1981ء)، 23؛ ڈاکٹر وھبہ الزہیلی، **الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیہ مشمولۃ الاجتہاد** (ریاض: جامعہ محمد بن مسعود، 1981ء)، 168۔
This definition of Ijthad is mentioned in the books of contemporary authors. Some of them are mentioned by Dr. Jabar Fayyaz Alwani, Al-Ijthad al-Taqlidfi al-Islam (Cairo: Dar al-Ansar, 1979), 16; Dr. Nadia Sharif al-Omri, Al-Ijtihadafi al-Islam (Beirut: Masisat al-Rasalat, 1981), 23; Dr. Wahba al-Zahili, Al-Ijtihad fi al-Shariat al-

Islamiyyah, including Al-Ijtihad (Riyadh: Jamia Muhammad bin Masoud, 1981), 168.

[38]-النَّحْل،16:43-44-

Al-Nahl, 16: 43-44.

[39]-النساء،4:83-

An-Nisa, 4: 83.

[40]-التوبۃ،9:122-

Al-Tawbah, 9: 122.

[41]-الحشر،59:2-

Al-Hashr, 59:2.

[42]-النساء4:49-

An-Nisa 4: 49.

[43]ابو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داود**، کتاب القضاء، باب اجتہاد والرای فی القضائ(بیروت: دار الکتاب العربي)،505:2۔

Abu Dawud Sulaiman ibn al-Asha'ath al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, Kitab al-Qada'i, Chapter Ijtihad and Ra'i fi al-Qada'i (Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi), 505:2.

[44]- آمدي، **الاحکام**،43:4۔

Amadi, al-Ahkam, 4: 43.

[45]- مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری، **الجامع الصحیح للمسلم**،133:5۔

Muslim bin Hajjaj bin Muslim al-Qashiri, al-Jami' al-Sahih for Muslim, 133:5.

[46]-ابو بکر الجصاص، **الفصول فی الاصول**(بیروت: عار الکتاب العلمیہ،1420ھ/2000)،367:2۔

Abu Bakr al-Jisas, Al-Fusul fi al-Asul (Beirut: Aar al-Kitab al-Ulmiya, 1420 AH/2000), 367:2.

[47]- علی بن محمد بن حبیب الماوردی، **ادب القاضی**(بغداد: مطبعہ ارشاد1391ھ)،1۔

Ali bin Muhammad bin Habib al-Mawardi, Adab al-Qazi (Baghdad: Irshad Publishing House 1391 AH), 1.

[48]-الغزالی، **المستصفیٰ من علم الاصول**(قم-ایران: منشورات دار الرضاء)،350:2۔

Al-Ghazali, Al-Mustafa Min Ilm al-Asul (Qum-Iran: Manshurat Dar al-Raza), 350:2.

[49]- فخر الدین الرازی، **المحصول فی علم اصول الفقہ**(مکتبہ نزاد مصطفیٰ الباز،141ھ)،1375:4۔

Fakhr al-Din al-Razi, Al-Mashul fi ilm Usul al-Fiqh (School of Nizad Mustafa al-Baz, 141 AH), 1375:4.

50- علی بن محمد الامدی، **الاحکام فی الاصول الاحکام** (بیروت: المکتب الاسلامی، 1402ھ)، 4:163، 162۔

Ali ibn Muhammad al-Madi, al-Ahkam fi al-usul al-ahkam (Beirut: Al-Muktab al-Islami, 1402 AH), 4: 162, 163.

51- ابو اسحاق الشاطبی، **الموافقات فی اصول الشریعۃ** (بیروت: دار الکتاب العلمیہ)، 4:76۔

Abu Ishaq al-Shatabi, Al-Mawqifat fi Usul al-Sharia (Beirut: Dar al-Kitab al-Ilamiya), 76:4.

52- وھبہ الزحیلی، **اصول فقہ الاسلامی** (دمشق: دار الفکر، 1406ھ) 2:1044۔1049–

Wahbah al-Zahili, Usul al-Fiqh al-Islami (Damascus: Dar al-Fikr, 1406 AH) 2: 1044-1049–

53- یوسف القرضاوی، **الاجتھاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ** (کویت: دار القلم 1420ھ)، 60۔

Yusuf Al-Qaradawi, Al-Ijthadafi Al-Shariat al-Islamiyyah (Kuwait: Dar al-Qalam 1420 AH), 60.

54- المائدہ 3:5۔

Al-Ma'idah 3:5.